صداقت حضرت مسیح موعودؑ

از

روئے بائبل

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مسیح کی آمد ثانی کی پیشگوئی کے پورا

ہونے کے متعلق احمدیہ نقطۂ نظر

مسیحی احباب کا یہ خیال ہے کہ حضرت مسیح ابن مریم اسی عنصری وجود سے آسمان کی طرف اٹھائے گئے اور پھر وہ کسی زمانہ میں آسمان سے اتریں گے۔

جماعت احمدیہ مسیح کی آمد کے بارہ میں مسیحی نقطۂ خیال سے متفق نہیں ہے چنانچہ حضرت بانی جماعت احمدیہ علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

''اس نزول سے مراد درحقیقت مسیح ابن مریم کا نزول نہیں بلکہ استعارہ کے طور پر ایک مثیل مسیح کے آنے کی خبر دی گئی ہے جس کا مصداق حسب اعلام و الہام الٰہی یہی عاجز ہے''۔ (توضیح مرام روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 51)

اس پیشگوئی کو سمجھنے کیلئے بائبل میں مندرج واقعہ کلید کی حیثیت رکھتا ہے چنانچہ لکھا ہے کہ یہودی ایلیا کے آسمان پر جانے اور مسیح کی آمد سے پہلے ایلیا کے آسمان سے نازل ہونے کے قائل تھے[1] جب حضرت مسیح نے ظہور فرمایا تو یہودیوں نے یہی سوال آپ کی خدمت میں پیش کیا کہ ایلیا کہاں ہے؟ حضرت مسیح نے جواب دیا کہ ایلیا سے مراد یُوحنّا ہے[2]

---

[1] (i) ایلیاء بگولے میں آسمان پر چلا گیا (2 سلاطین 2/11) (ii) خداوند کے بزرگ اور ہولناک دن کے آنے سے پیشتر میں ایلیاء نبی کو بھیجوں گا۔ (ملاکی 4/5)

[2] سب نبیوں اور توریت نے یوحنا تک نبوت کی چاہو تو مانو۔ ایلیاء جو آنے والا تھا یہی ہے جس کے سننے کے کان ہوں وہ سن لے۔ (متی 11/13-15)

سو حضرت مسیح علیہ السلام کے اسی فرمان سے کسی آسمان پر جانے والے اور پھر کسی وقت اترنے والے کے عقیدے کا تو فیصلہ ہوگیا اور دوبارہ اترنے کی حقیقت اور کیفیت معلوم ہوگئی۔ چنانچہ تمام عیسائیوں کا متفق علیہ عقیدہ جو انجیل کی رُو سے ہونا چاہئے یہی ہے کہ ایلیا جس کے آسمان سے اترنے کا انتظار تھا وہ حضرت مسیح کے وقت میں آسمان سے اس طرح پر اتر آیا کہ زکریا کے گھر میں اسی طبع اور خاصیت کا بیٹا ہوا جس کا نام یوحنا تھا۔ البتہ یہودی اس کے اترنے کے اب تک منتظر ہیں۔ ان کا بیان ہے کہ وہ سچ مچ آسمان سے اترے گا۔

مسیحی احباب اس سے سمجھ سکتے ہیں کہ مسیح کا اترنا اس تشریح کے موافق ہونا چاہیئے جو خود حضرت مسیح کے بیان سے صاف لفظوں میں معلوم ہو چکی ہے کیونکہ یہ ممکن نہیں کہ ایک ہی صورت کے دو امر دو متناقض معنوں پر محمول ہوسکیں۔ یہ بات اہل الرائے کے غور کے قابل ہے کہ اگر حضرت مسیح کی وہ تاویل جو انہوں نے یوحنا کے آسمان سے اترنے کی نسبت کی ہے فی الواقع صحیح ہے تو کیا حضرت مسیح کے نزول کے مقدمہ میں جو اسی پہلے مقدمہ کا ہمشکل ہے اسی تاویل کو کام میں نہیں لانا چاہئے؟ پھر یہ کہنا کہ مسیح ناصری دوبارہ خود آئے گا اس لئے بھی صحیح نہیں کہ خود مسیح نے کہہ دیا ہے کہ میں اب واپس دنیا میں نہیں آؤں گا بلکہ جو کوئی آئے گا میرے نام پر آئے گا چنانچہ یوحنا 16/10 مطبوعہ بائبل سوسائٹی انارکلی لاہور میں لکھا ہے:۔

''میں باپ کے پاس جاتا ہوں اور تم مجھے پھر نہ دیکھو گے''۔

اسی طرح متی 23/39 میں لکھا ہے:۔

''میں تم سے کہتا ہوں کہ اب سے مجھے پھر ہرگز نہ دیکھو گے جب تک نہ کہو گے مبارک ہے وہ جو خداوند کے نام سے آتا ہے''۔

ان حوالوں سے پتہ چلتا ہے کہ مسیح علیہ السلام نے صاف فیصلہ کر دیا کہ اس دنیا سے جانے کے بعد میں جسمانی طور پر دنیا میں نہیں آؤں گا بلکہ آنے والا میرے نام پر آئے گا۔ جس طرح یوحنا ایلیا کے نام پر آیا تھا۔ بلکہ متی 19/28 میں تو یہاں تک صاف الفاظ میں لکھا ہے۔

''یسوع نے ان سے کہا میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جب ابن آدم نئی پیدائش میں اپنے جلال کے تخت پر بیٹھے گا تو تم بھی جو میرے پیچھے ہو لئے ہو بارہ تختوں پر بیٹھ کر اسرائیل کے بارہ قبیلوں کا انصاف کرو گے''۔

اس میں صاف طور پر حضرت مسیح نے ''نئی پیدائش'' کا لفظ استعمال کر کے اس بات کا فیصلہ کر دیا ہے کہ مسیح کی آمد سے مراد نئی پیدائش ہے۔ وہی پہلی پیدائش والا اسرائیلی مسیح جسمانی طور پر اس پیشگوئی کا مصداق نہیں ہوسکتا۔

مسیحی احباب اس بات کے بھی قائل ہیں کہ حضرت مسیح اٹھانے جانے کے بعد بہشت میں داخل ہوگئے گویا کہ انجیل میں خود حضرت مسیح صلیب پر لٹکنے والے ایک چور کو تسلی دے کر کہتے ہیں کہ

''آج ہی تو میرے ساتھ فردوس میں داخل ہوگا'' (لوقا 23/43)

اور عیسائیوں کا یہ عقیدہ بھی متفق علیہ ہے کہ کوئی شخص بہشت میں داخل ہو کر پھر اس سے نکالا نہیں جائے گا گو کیسا ہی ادنیٰ درجہ کا آدمی ہو۔ اب کیا یہ ممکن ہے کہ ایک مسیح جیسا مقرب بندہ بہشت میں داخل کر کے پھر اسے باہر نکال دیا جائے؟ ہرگز نہیں۔ پس حقیقت یہی ہے کہ مسیح کے آسمان سے اترنے سے یہی مراد تھی کہ کوئی ایسا انسان پیدا ہوگا جو مسیح کا مثیل ہوگا۔ جیسے ایلیا کے اترنے سے مراد اسی کے مثیل یعنی یوحنا کی آمد تھی۔

حضرت بانی جماعت احمدیہؑ اس بات کے دعویدار ہیں کہ جس مسیح نے آنا تھا وہ میں ہوں۔سوال پیدا ہوتا ہے کہ ہمیں کیسے معلوم ہو کہ آپ ہی مسیح موعود ہیں یا کوئی اور؟

صداقت حضرت مسیح موعودؑ پر دلائل

پہلی دلیل: بائبل میں مسیح کی آمد ثانی کے زمانہ کی علامات یہ لکھی ہیں کہ

''سورج تاریک ہو جائے گا اور چاند اپنی روشنی نہ دے گا اور ستارے آسمان سے گریں گے''۔(متی 24/29)

چنانچہ اس پیشگوئی کے مطابق حضرت بانی جماعت احمدیہ علیہ السلام کے زمانہ میں 1885ء میں بڑی کثرت کے ساتھ ستارے یعنی شہاب ثاقب گرے اسی طرح 1894ء اور 1895ء میں چاند اور سورج تاریک ہوئے یعنی انہیں گرہن لگا۔چاند اور سورج کے گرہن کی پیشگوئی کی مزید تفصیل اسلامی لٹریچر میں یوں آئی ہے کہ مہدی کے زمانہ میں (یاد رکھیں اسلامی لٹریچر کے مطابق مسیح اور مہدی ایک ہی وجود ہے) چاند کو رمضان کے مہینہ میں گرہن کی تاریخوں میں سے پہلی رات کو گرہن لگے گا اور اسی ماہ رمضان میں سورج کو گرہن کی تاریخوں میں سے درمیانی تاریخ کو گرہن لگے گا۔ چنانچہ صدیوں پہلے اسلامی لٹریچر میں درج ہونے والی اس پیشگوئی کے مطابق حضرت بانی جماعت احمدیہ علیہ السلام کے زمانہ میں آپ کے دعویٰ کے پانچویں سال 1894ء کے ماہ رمضان کی تیرہ تاریخ کو چاند گرہن ہوا اور اسی ماہ رمضان میں 28 رمضان کو سورج گرہن ہوا چونکہ چاند کو گرہن رات کے وقت لگتا ہے اگر نصف رات کو یا رات کے آخری حصہ میں لگتا تو دنیا کی اکثریت اس کے دیکھنے سے محروم رہ جاتی خدا نے غروب آفتاب کے تھوڑے ہی عرصہ کے بعد رات کے پہلے حصہ میں گرہن لگا دیا۔

یہ ایسا وقت تھا کہ شاید ہی کوئی انسان گرہن کو دیکھنے سے محروم رہ سکے۔اسی طرح سورج کو دن کے وقت گرہن لگتا ہے اگر طلوع آفتاب کے چند منٹ بعد گرہن لگتا تو بہت سے ایسے لوگ جو رات کو دیر سے سوتے اور صبح دیر سے اٹھتے ہیں اس نشان کو دیکھنے سے محروم رہ جاتے۔خدا نے دن کو عین نصف النہار کے وقت سورج کو گرہن لگا دیا تا کہ دنیا کی اکثریت اس نشان کی گواہ بن سکے پھر چونکہ زمین گول ہے اگر زمین کے مشرقی حصہ میں یہ نشان ظاہر ہوتو اہل مغرب یہ نشان دیکھنے سے محروم رہ جائیں گے اور اگر زمین کے مغربی حصہ میں یہ نشان نمودار ہوتو اہل مشرق اس نشان کے دیکھنے سے محروم رہ جائیں گے۔

خدا کی حکمت کا کرشمہ دیکھیں 1894ء میں خدا تعالیٰ نے اہل مشرق کیلئے یہ نشان ظاہر کیا اور اگلے سال یعنی 1895ء میں اسی مہینے کی انہی تاریخوں میں اہل مغرب کے سامنے یعنی امریکہ کی سرزمین میں بھی اس نشان کو پورا کر دکھایا۔

دوسری دلیل: متی 24/27 میں لکھا ہے۔

''جیسے بجلی مشرق سے کوند کر مغرب تک دکھائی دیتی ہے ویسے ہی ابن آدم کا آنا ہوگا''۔

اس میں یہ پیشگوئی کی گئی ہے کہ مسیح موعود کا مقام ظہور مشرق ہوگا اور وہاں سے اس کی تبلیغ مغرب کو پہنچے گی سو ایسا ہی ہوا۔

حضرت بانی جماعت احمدیہ مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے سرزمین ہندوستان میں پیدا کیا اور آپ کی تبلیغ مغرب تک پہنچی۔

تیسری دلیل: کسی انسان کو خدا نے نبوت کے مقام پر کھڑا کیا ہے یا

نہیں یہ اس انسان کو پتہ ہوتا ہے یا خدا کو علم ہوتا ہے۔ عام لوگوں کے پاس نبوت کے دعویدار کے دعویٰ کی سچائی پر اعتبار کرنے کیلئے یہی دلیل ہوتی ہے کہ مدعی کا کردار کیسا ہے۔ اگر ایک انسان کا بچپن اور جوانی جھوٹ دغا بازی اور افتراء میں گزری ہو اور وہ دعویٰ کرے کہ مجھے خدا نے نبی بنایا ہے تو اس کی زندگی کا مشاہدہ کرنے والوں کیلئے دعویٰ سے قبل کی زندگی اس کے جھوٹے ہونے کیلئے کافی گواہ ہوتی ہے۔ لیکن ایک ایسا انسان جس نے بچپن اور جوانی کا لمبا زمانہ جھوٹ' افتراء' تہمت' چوری' بدکاری' غرضیکہ ہر قسم کے عیب سے پاک ہو کر گزارا ہو تو اگر وہ کہے کہ مجھے خدا نے کہا ہے کہ تو اس زمانے کا نبی ہے تو اس کے اس دعویٰ کی سچائی کا انکار کرنے کیلئے عقل انسانی کے پاس کوئی معقول وجہ نہیں۔ کیونکہ دعویٰ سے قبل ہر قسم کے حالات میں اس کی بے عیب زندگی اس کے دعویٰ کی سچائی کی ایک ناقابل تردید دلیل بن جاتی ہے۔

چنانچہ یہی دلیل حضرت مسیح ناصری علیہ السلام نے اپنی سچائی کیلئے پیش کی۔ انہوں نے اپنے مخالفین سے کہا۔

''تم میں کون مجھ پر گناہ ثابت کرتا ہے؟ اگر میں سچ بولتا ہوں تو میرا یقین کیوں نہیں کرتے''۔ (یوحنا 8/46)

اس عبارت میں حضرت مسیح ناصری علیہ السلام نے لوگوں کے سامنے اپنی سچائی کیلئے اپنی نیک سیرت اور پاک زندگی کو بطورِ دلیل پیش کیا ہے۔ بالکل اسی طرح حضرت بانی جماعت احمدیہ علیہ السلام جو نبی اور مسیح ہونے کے دعویدار ہیں انہوں نے بھی لوگوں کے سامنے یہی دلیل پیش کی ہے چنانچہ آپ فرماتے ہیں:۔

''تم کوئی عیب افتراء یا جھوٹ یا دغا کا میری پہلی زندگی پر نہیں لگا سکتے تا تم یہ خیال کرو کہ جو شخص پہلے سے جھوٹ اور افتراء کا عادی ہے یہ بھی اس نے جھوٹ بولا ہوگا کون تم میں ہے جو میرے سوانح زندگی میں کوئی نکتہ چینی کر سکتا ہے؟ پس یہ خدا کا فضل ہے جو اس نے ابتداء سے مجھے تقویٰ پر قائم رکھا اور سوچنے والوں کیلئے یہ ایک دلیل ہے''۔

(تذکرہ الشہادتین روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 64)

چوتھی دلیل: اگر کوئی انسان لوگوں کے پاس جا کر اپنے آپ کو حکومت کا افسر ظاہر کر کے لوگوں کو دھوکہ دے تو کوئی حکومت ایسے جعلی افسر کا وجود برداشت نہیں کر سکتی۔ بلکہ اسے فوری طور پر پکڑ کر سزا دیتی ہے کیونکہ اس میں حکومت کا اپنی عزت اور وقار کا مسئلہ ہوتا ہے اسی طرح اگر کوئی انسان اپنے آپ کو آسمانی حکومت کا افسر ظاہر کرے اور حقیقتاً وہ خدا کی بادشاہت کا نمائندہ نہ ہو۔ محض لوگوں کو دھوکہ دے رہا ہو تو خدا اسے اسی دنیا میں نیست و نابود کر دیتا ہے۔ اسے اپنے دعویٰ کی تبلیغ اور اس کی اشاعت کیلئے مہلت نہیں دیتا بلکہ اسے تباہ و برباد کر کے رکھ دیتا ہے۔ چنانچہ لکھا ہے:۔

''وہ نبی جو ایسی گستاخی کر کے کوئی بات میرے نام سے کہے جس کے کہنے کا میں نے اسے حکم نہیں دیا' یا اور معبودوں کے نام سے کہے تو وہ نبی قتل کیا جائے''۔ (استثناء 18/20)

پھر یرمیاہ کی کتاب میں لکھا ہے:۔

''خداوند یوں کہتا ہے کہ ان نبیوں کی بابت جو میرا نام لے کر نبوت کرتے ہیں جنہیں میں نے نہیں بھیجا...... یہ نبی تلوار اور کال سے ہلاک کئے جائیں گے''۔ (یرمیاہ 14/15)

چنانچہ اعمال کے پانچویں باب سے معلوم ہوتا ہے کہ تھیوداس اور یہودہ گلیلی دو آدمیوں نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا۔ خدا نے ان کو اور ان کے ماننے والوں کو

تباہ و برباد کر کے رکھ دیا۔ لکھا ہے۔

’’تھیوداس نے اٹھ کر دعویٰ کیا تھا کہ میں بھی کچھ ہوں اور تخمیناً چار سو آدمی اس کے ساتھ ہو گئے تھے مگر وہ مارا گیا اور جتنے اس کے ماننے والے تھے سب پراگندہ ہوئے اور مٹ گئے اس شخص کے بعد یہودہ گلیلی اسم نویسی کے دلوں میں اٹھا اور اس نے کچھ لوگ اپنی طرف کر لئے۔ وہ بھی ہلاک ہوا...... ۔ پس اب میں تم سے کہتا ہوں کہ ان آدمیوں سے کنارہ کرو اور ان سے کچھ کام نہ رکھو۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ خدا سے بھی لڑنے والے ٹھہرو۔ کیونکہ یہ تدبیر یا کام اگر آدمیوں کی طرف سے ہے تو آپ برباد ہو جائے گا لیکن اگر خدا کی طرف سے ہے تو تم ان لوگوں کو مغلوب نہ کر سکو گے‘‘۔ (اعمال 39 تا 5/36)

مسیحی دوستو! حضرت بانی جماعت احمدیہ اگر اپنے مسیح (موعود) ہونے کے دعویٰ میں جھوٹے ہوتے تو جس طرح خدا نے تھیوداس اور یہودہ گلیلی اور ان کے ماننے والوں کو تباہ و برباد کر دیا اسی طرح حضرت بانی جماعت احمدیہ اور آپ کی جماعت بھی تباہی اور بربادی کا شکار ہوتی۔ حضرت بانی جماعت احمدیہ نے 1865ء کے لگ بھگ لوگوں کو اپنے الہامات سے اطلاع دینی شروع کر دی 1882ء میں آپ نے اپنے الہامات پہلی مرتبہ اپنی کتاب براہین احمدیہ میں چھاپ کر دنیا کے سامنے پیش کئے خدا تعالیٰ نے آپ کو 1908ء تک زندگی دے کر یہ ثابت کر دیا کہ آپ اپنے دعویٰ میں جھوٹے نہیں تھے۔ خدا نے آپ کو اور آپ کی جماعت کو اپنی گرفت سے محفوظ رکھا۔

پانچویں دلیل: اگر بانی جماعت احمدیہ علیہ السلام خدا کی طرف سے بھیجے ہوئے مسیح نہیں ہیں تو وہ یقیناً خدا کے پیار سے محروم ہیں اور خدا کے غضب کے مورد ہیں۔ اس صورت میں خدا کے حضور ان کی دعائیں شرفِ قبولیت پانے سے محروم رہیں گی۔ لیکن حضرت بانی جماعت احمدیہ کی خدا نے ہزاروں دعائیں قبول کی ہیں اور آپ کی دعا سے اَن ہونے کام ہوئے ہیں۔ ایک مقام پر آپ فرماتے ہیں:۔

’’میں کثرتِ قبولیت دعا کا نشان دیا گیا ہوں۔ کوئی نہیں کہ جو اس کا مقابلہ کر سکے میں حلفاً کہہ سکتا ہوں کہ میری دعائیں تیس ہزار کے قریب قبول ہو چکی ہیں اور ان کا میرے پاس ثبوت ہے‘‘۔

(ضرورۃ الامام روحانی خزائن جلد نمبر 13 صفحہ 497)

آپ کی دعائیں اس کثرت کے ساتھ قبول ہوئیں کہ آپ کی صداقت کا نشان بن گئیں آپ نے اپنے تمام مخالفین خواہ وہ مسلمان تھے یا غیر مسلم سب کو قبولیت دعا کے مقابلہ کے لئے بلایا اور فرمایا کہ کسی ہسپتال سے لاعلاج مریض لیں اور قرعہ ڈال کر انہیں آپس میں تقسیم کر لیں اور پھر اپنے اپنے حصہ کے بیماروں کی شفایابی کیلئے خدا سے دعا کریں تا دنیا دیکھے کہ ہم دونوں میں خدا کس کی دعا کو سنتا ہے۔ آپ کی دعائیں اس کثرت کے ساتھ قبول ہو رہی تھیں کہ اسے دیکھ کر آپ کے کسی مخالف کو قبولیت دعا کے میدان میں آپ کا مقابلہ کرنے کی جرأت نصیب نہ ہوئی۔

قادیان میں ایک طالب علم عبدالکریم کو باؤلے کتے نے کاٹ لیا اسے بغرض علاج کسولی بھجوا دیا گیا جو پورے ملک ہندوستان میں باؤلے کتوں کے علاج کا واحد مرکز تھا۔ چند دن کے بعد وہ نوجوان ٹھیک ہو گیا اور واپس قادیان آ گیا۔ قادیان آنے کے چند دن بعد اس میں باؤلے پن کے آثار پیدا ہو گئے۔ دوبارہ کسولی رابطہ پیدا کیا گیا وہاں سے نہایت درجہ مایوس کن جوابی تار آیا کہ

Sorry, nothing can be done for Abdul Kareem.

کہ طبی دنیا کے پاس اب عبدالکریم کا کوئی علاج نہیں کیونکہ اس پر ہائیڈروفوبیا کا حملہ ہو چکا ہے۔ باؤلا پن ہونے سے پہلے پہلے تو علاج ممکن ہے اس کے بعد ناممکن۔
جب حضرت بانی جماعت احمدیہ علیہ السلام کو اس کی اطلاع ملی تو آپ نے فرمایا کہ اگر طبی دنیا کے پاس علاج نہیں ہے تو ہمارے خدا کے پاس تو موجود ہے ہم اس سے دعا کریں گے۔ چنانچہ آپ نے دعا کی تو وہی عبدالکریم جسے طبی دنیا لاعلاج قرار دے چکی تھی وہ شفایاب ہوا اور لمبی عمر پا کر فوت ہوا۔

اگر حضرت بانی جماعت احمدیہ علیہ السلام مسیح ہونے کے جھوٹے دعویدار ہوتے تو خدا آپ کی دعا کے نتیجہ میں ناممکن کو ممکن ہرگز نہ بناتا۔

ایک صاحب منشی عطاء محمد صاحب کی تین بیویاں تھیں مگر اولاد کی نعمت سے محروم تھے۔ انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں دعا کا خط لکھا کہ اگر آپ سچے ہیں تو میرے لئے دعا کریں کہ جس بیوی سے میں چاہتا ہوں اس سے اللہ تعالیٰ مجھے ایک خوبصورت اور با اقبال بیٹا عطا کرے حضرت بانی جماعت احمدیہ علیہ السلام نے دعا کی اور انہیں جواباً لکھا کہ اگر آپ زکریا کی توبہ کریں (یعنی بدیاں چھوڑ کر نیک بن جائیں) تو خدا آپ کو اسی بیوی سے جس سے آپ چاہتے ہیں خوبصورت اور با اقبال بیٹا دے گا چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

حضرت بانی جماعت احمدیہ علیہ السلام کی قبولیت دعا کو دیکھیں اور پھر بائبل کے ان الفاظ پر غور کریں جہاں لکھا ہے۔

''جو دعا ایمان کے ساتھ ہوگی اس کے باعث بیمار بچ جائے گا اور خداوند اسے اٹھا کھڑا کریگا...... راست باز کی دعا کے اثر سے بہت کچھ ہو سکتا ہے''۔ (یعقوب 5/15-16)

چھٹی دلیل:

مسیحی دوستو! بائبل میں سچے اور جھوٹے نبی کی پہچان کے بارے میں ایک سنہری اصول یہ پیش کیا گیا ہے کہ:۔

''جب وہ نبی خداوند کے نام سے کچھ کہے اور اس کے کہے کے مطابق کچھ واقع یا پورا نہ ہو تو وہ بات خداوند کی کہی ہوئی نہیں۔ بلکہ اس نبی نے وہ بات خود گستاخ بن کر کہی ہے''۔ (استثنا 18/22)

حضرت بانی جماعت احمدیہ علیہ السلام نے خدا سے علم پا کر دنیا کے سامنے اپنی پیشگوئیاں سنائیں اور وہ اسی طرح پوری ہوئیں اگر آپ جھوٹے نبی ہوتے تو بائبل کے اس بیان کے مطابق وہ ہرگز پوری نہ ہوتیں۔ ان پیشگوئیوں نے پورا ہو کر آپ کی سچائی کا ثبوت مہیا کر دیا۔ بطور نمونہ چند مثالیں پیش ہیں:۔

آپ نے 1905ء میں خدا سے خبر پا کر یہ پیشگوئی کی کہ:۔

''زار بھی ہوگا تو ہوگا اس گھڑی باحالِ زار''

اس میں یہ خبر دی گئی تھی کہ آئندہ ایسے حالات پیدا ہونے والے ہیں جن کے نتیجہ میں شہنشاہ روس ''زار'' مصائب کا شکار ہوگا۔ چنانچہ اس پیشگوئی کے کئی سال بعد ایسے حالات پیدا ہوئے کہ زارِ روس کے خلاف بغاوت ہوئی اور بالشویک حکومت کا قیام عمل میں آیا۔

زارِ روس گرفتار ہوا وہ اور اس کا خاندان ان قید خانوں میں رکھے گئے جہاں خود اس کے دورِ اقتدار میں سیاسی قیدیوں کو مصائب کا نشانہ بنایا جاتا تھا۔ اس کی بیٹیوں کے ساتھ اس کی بیوی کے سامنے نہایت گھناؤنے فعل کا ارتکاب کیا گیا اور جب زارینہ روتی ہوئی اس وحشت ناک منظر سے آنکھیں موڑ کر چہرہ دوسری طرف

کرتی تھی تو درندے سپاہی سنگینوں کے ذریعہ اسے یہ انسانیت سوز حرکات دیکھنے پر مجبور کرتے تھے اس طرح زارِ روس اور اس کا خاندان مصائب سہتا ہوا سسکیاں لیتا ہوا باغیوں کی آتشِ انتقام کا نشانہ بن کر حضرت بانی جماعت احمدیہ علیہ السلام کی برسوں قبل بتائی ہوئی پیشگوئی کی سچائی کا نشان بن گیا۔

ایک زمانہ تھا کہ حضرت بانی جماعت احمدیہ علیہ السلام اپنے گاؤں قادیان میں گمنامی کی زندگی بسر کر رہے تھے اور ہر وقت مطالعہ اور عبادت میں مصروف رہتے تھے۔ نہ ہی آپ نے اس وقت کوئی دعویٰ کیا تھا۔ اس زمانہ میں خدا نے آپ کو خبر دی کہ:۔

''میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا''

اس زمانہ میں اس پیشگوئی کے پورا ہونے کے کوئی امکان نہیں تھے۔ جب آپ نے مسیح ہونے کا دعویٰ کیا تو آپ کے خلاف مخالفت کا طوفان اٹھ کھڑا ہوا۔ حکومت آپ کی مخالف تھی۔ آپ کے خاندان کے افراد آپ کے دشمن تھے۔ مسلمانوں کے ہر فرقے کو آپ نے جھوٹا کہا۔ غیر مسلموں میں سے ہر مذہب کے عقائد کی آپ نے تردید کی۔ نتیجہ یہ نکلا کہ ہر قوم' ہر مذہب' ہر فرقہ آپ کی تباہی کیلئے اٹھ کھڑا ہوا۔ اگر آپ دنیا دار ہوتے عزت اور شہرت کے متمنی ہوتے تو آپ اہل دنیا کے کسی نہ کسی گروہ کو ضرور سچا کہتے تا ان کی تائید آپ کو حاصل ہو جاتی جس کے ذریعہ سے آپ دوسری قوموں کا مقابلہ کرتے مگر آپ نے ایسا نہیں کیا۔ آپ نے ساری دنیا کو جھوٹا کہہ کر اور صرف اپنے آپ کو سچا کہہ کر سب کو اپنا مخالف بنا لیا۔ گویا آپ نے دنیوی نقطۂ نگاہ کے لحاظ سے اپنی کامیابی کے تمام ذرائع کو تباہ کر دیا۔ مگر چونکہ خدا آپ کے ساتھ تھا اور اسی نے آپ کو خبر دی تھی کہ ''میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا'' لہذا یہ پیشگوئی پوری ہو کر رہی۔

اے ایشیا کے رہنے والو! کیا تمہیں مسیح موعود کی تبلیغ نہیں پہنچی۔ اے افریقہ کی سرزمین کیا تو نے مسیح موعود کا پیغام نہیں سنا۔ اے یورپ کے باشندو کیا تم مسیح موعود کی آواز سے بے خبر ہو۔ اے اہل امریکہ کیا تمہارے کانوں تک مسیح موعود کی آواز نہیں پہنچی۔ اے آسٹریلیا کی سرزمین کیا تجھ تک مسیح موعود کا دعویٰ نہیں پہنچا۔ اے فجی اور ماریشس کے باسیو! اے زمین کے کناروں پر بسنے والو کیا تم اس بات کی گواہی نہیں دے سکتے کہ مسیح موعود کا یہ الہام سچا ہے اس زمین کا ہر خطہ اور اس میں بسنے والا ہر احمدی بلکہ ہر وہ انسان جس تک مسیح موعود کی آواز پہنچی وہ ایک ایک وجود مسیح موعود کے اس الہام کی سچائی کا نشان ہے۔

اگر خدا نے آپ کو نہیں بھیجا تھا اگر خدا نے آپ کو خبر نہیں دی تھی تو یہ پیشگوئی کیسے پوری ہوئی کامیابی کے تمام اسباب اور وسائل سے محرومی کے باوجود آپ کی تبلیغ کس طرح زمین کے کناروں تک پہنچی۔

مسیحی دوستو ذرا غور کرو! کیا کوئی انسان کسی دوسرے انسان کی نسل کو بند کر سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ مگر حضرت بانی جماعت احمدیہ علیہ السلام نے یہ دعویٰ کیا کہ مجھے خدا نے خبر دی ہے کہ میرا مخالف مولوی سعد اللہ لدھیانوی ابتر رہے گا یعنی اس کی نسل نہیں چلے گی جس وقت یہ پیشگوئی شائع کی گئی اس وقت اس کا ایک جوان بیٹا بھی موجود تھا دنیوی اندازوں کے مطابق سعد اللہ اور اس کے بیٹے کی یعنی دونوں باپ بیٹے سے آئندہ نسل چلنے کے امکانات موجود تھے۔ مگر ہوا وہی جس کا خدا تعالیٰ کے حکم سے حضرت بانی جماعت احمدیہ علیہ السلام نے اعلان فرمایا تھا۔ اس الہام کے بعد نہ تو سعد اللہ کے اپنے ہاں کوئی بیٹا پیدا ہوا اور نہ ہی اس کے بیٹے کے ہاں اولاد ہوئی۔ اگر حضرت بانی جماعت احمدیہ علیہ السلام اپنے دعویٰ میں جھوٹے تھے اور خدا نے آپ کو

یہ خبر نہیں دی تھی تو وہ کونسی طاقت تھی جس نے باپ بیٹے دونوں کی نسل کا خاتمہ کر دیا۔

پیارے مسیحی دوستو! حضرت بانی جماعت احمدیہ علیہ السلام کی سینکڑوں پیشگوئیوں میں سے یہ دو پیشگوئیاں بطور نمونہ آپ کے سامنے پیش کی گئی ہیں آپ زمانہ کے حالات دیکھیں۔ حضرت بانی جماعت احمدیہ علیہ السلام اور آپ کی جماعت کی کامیابی اور ترقی دیکھیں اور پھر اپنے دل سے پوچھیں کہ کیا خدا کسی جھوٹے نبی اور جھوٹے مسیح کے ساتھ ایسا ہی سلوک کیا کرتا ہے۔

ساتویں دلیل: بائبل میں لکھا ہے حضرت مسیح ناصری علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:۔

''جھوٹے نبیوں سے خبردار رہو جو تمہارے پاس بھیڑوں کے بھیس میں آتے ہیں مگر باطن میں پھاڑنے والے بھیڑیئے ہیں۔ ان کے پھلوں سے تم ان کو پہچان لو گے۔ کیا جھاڑیوں سے انگور یا اونٹ کٹاروں سے انجیر توڑتے ہیں؟ اسی طرح ہر ایک اچھا درخت اچھا پھل لاتا ہے اور بُرا درخت بُرا پھل لاتا ہے۔ اچھا درخت بُرا پھل نہیں لا سکتا نہ بُرا درخت اچھا پھل لا سکتا ہے۔ جو درخت اچھا پھل نہیں لاتا وہ کاٹا اور آگ میں ڈالا جاتا ہے۔ پس ان کے پھلوں سے تم ان کو پہچان لو گے''۔ (متی 20 تا 7/15)

پیارے بھائیو! حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کے اس فرمان پر غور کریں اور دیکھیں کہ کیا حضرت بانی جماعت احمدیہ علیہ السلام کو اور آپ کی جماعت کو ویسے پھل لگے جیسے تھیوداس اور یہودہ گلیلی کو لگے تھے؟

حضرت بانی جماعت احمدیہ علیہ السلام اور آپ کی جماعت کے ساتھ خدا کی تائید و نصرت کا سلوک آپ کی جماعت کے افراد کی نیکی اور تقویٰ اس بات کی دلیل ہے کہ آپ خدا کی نگاہوں میں راستباز اور سچے نبی تھے۔

مسیح کی آمد ثانی کے متعلق احمدیہ نقطۂ نظر پر بعض اعتراضات اور ان کا جواب

اعتراض 1: مسیحی حضرات میں ایک خیال یہ پایا جاتا ہے کہ مسیح کی آمد سے مراد نہ اسرائیلی مسیح کی جسمانی آمد ہے نہ کسی مثیل مسیح کا ظہور بلکہ آج کل مسیحی کلیسیا جو کام کر رہی ہے یہی مسیح کی آمد ثانی ہے آپ کا اس کے متعلق کیا نقطۂ نظر ہے؟

جواب: بات یہ ہے کہ یہ تاویل آسمانی کتابوں کے موافق نہیں ہے اور نہ کسی نبی نے کبھی ایسی تاویل کی ہے تعجب ہے کہ جس حالت میں اپنی انجیلوں کے کئی مقامات میں دوست پڑھتے ہیں کہ ایلیا نبی کا دوبارہ آنا اس طرح ہوا تھا کہ یوحنا نبی ان کے رنگ اور خو پر آ گیا تھا تو پھر کیوں آپ مسیح کے دوبارہ آنے کی تاویل کرنے کے وقت کلیسیا کی سرگرمی کو مسیح کی آمد کا قائمقام سمجھ لیتے ہیں۔ کیا مسیح نے ایلیا نبی کے دوبارہ آمد کی یہی تاویل کی تھی۔ پس جس پہلو کی تاویل حضرت مسیح کے منہ سے نکلی تھی کیوں اس کو تلاش نہیں کرتے اور ناحق سرگردانی میں پڑتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ جب ملاکی نبی نے ایلیا نبی کے دوبارہ آنے کی پیشگوئی کی تھی۔ مسیح اس کی یہ بھی تاویل کر سکتا تھا کہ جس سرگرمی سے یہودیوں کے فقیہ اور فریسی کام کر رہے ہیں یہی ایلیا کا دوبارہ آنا ہے۔ اس تاویل سے یہودی بھی خوش ہو جاتے اور شاید مسیح کو قبول کر لیتے لیکن انہوں نے اس تاویل کو جو کلیسیا کی تاویل سے بہت مشابہ تھی پیش نہ کیا اور یوحنا نبی کو جو خود یہودیوں کی نظر میں نعوذ باللہ کاذب اور مفتری تھا پیش کر دیا ہے۔

پس مسیح نے ایلیا کی آمد کی جو تشریح کی ہے وہی تشریح مسیح کی آمد کے بارے میں تسلیم کرنی پڑے گی کلیسیا کی سرگرمی کو مسیح کی آمد ثانی کا مصداق قرار دینا مسیح کے اپنے

فیصلہ کے خلاف ہے۔ متی 13-17/10 میں لکھا ہے:۔

''شاگردوں نے اس سے پوچھا کہ پھر فقیہ کیوں کہتے ہیں کہ ایلیا کا پہلے آنا ضروری ہے اس کے جواب میں کہا کہ ایلیا البتہ آئے گا اور سب کچھ بحال کرے گا لیکن میں تم سے کہتا ہوں کہ ایلیا تو آچکا اور انہوں نے اسے نہیں پہچانا۔ بلکہ جو چاہا اس کے ساتھ کیا اسی طرح ابن آدم بھی ان کے ہاتھ سے دکھ اٹھائے گا تب شاگرد سمجھ گئے کہ اس نے ان سے یوحنا بپتسمہ دینے والے کی بابت کہا ہے''۔

مسیح نے اس عبارت میں خود اپنی آمد ثانی کو ایلیا نبی کی آمد ثانی سے مشابہت دے دی ہے اور ایلیا کی آمد ثانی کی نسبت صرف یہی فرمایا کہ یوحنا کو ہی ایلیا سمجھ لو لہذا مسیحی دوستوں کو حضرت مسیح کے اس فیصلہ سے انحراف زیبا نہیں ہے۔

اعتراض نمبر 2: ہم نے تو سنا ہے مسیح تو جلال کے ساتھ آسمان سے اترے گا اور سب لوگ اس پر ایمان لے آئیں گے آپ کا اس کے بارے میں کیا خیال ہے؟

جواب: بات یہ ہے کہ مسیح کی آمد سے مراد مثیل مسیح کی آمد ہے اور ظاہری جلال کے ساتھ آنا حضرت مسیح کے اپنے فرمان کے خلاف ہے۔ چنانچہ لکھا ہے کہ:۔

''جب فریسیوں نے اس سے پوچھا کہ خدا کی بادشاہی کب آئے گی تو اس نے جواب میں ان سے کہا کہ خدا کی بادشاہی ظاہری طور پر نہ آئیگی''۔ (لوقا 17/20)

اس سے پتہ چلا کہ مسیح کی آمد ظاہری جلال کے ساتھ نہیں ہوگی اسی طرح لکھا ہے۔

''لیکن یہ جان رکھو کہ اگر گھر کے مالک کو معلوم ہوتا کہ چور کس گھڑی آئے گا تو جاگتا رہتا اور اپنے گھر میں نقب لگنے نہ دیتا۔ تم بھی تیار رہو کیونکہ جس گھڑی تمہیں گمان بھی نہ ہوگا ابن آدم آجائے گا''۔ (لوقا 12/39`40)

دوستو! چور رات کو چھپ کر اور لباس بدل کر آتا ہے نہ کہ اپنی اصلی شکل اور جلال کے ساتھ۔ اصلی شکل اور جلال کے ساتھ ڈاکو آتا ہے چور نہیں۔ مسیح نے اپنی آمد کو چور کی طرح قرار دیا ہے نہ کہ ڈاکو کی طرح پس مسیح کی آمد چور کی طرح ہوگی یعنی اس نے بھیس بدل کر اپنے مثیل کے رنگ میں آنا تھا جس طرح ایلیا بھیس بدل کر اپنے مثیل یوحنا کے رنگ میں آیا تھا۔

اعتراض نمبر 3: (مسیح کی آمد ثانی کے وقت) بانی جماعت احمدیہ کو تو بہت تھوڑے لوگوں نے مانا ہے لہذا ہم انہیں کیسے مسیح مان لیں۔

جواب: حضرت مسیح کی پیشگوئی تھی کہ مسیح کی آمد ثانی کی وقت مسیح کی تکذیب ہوگی اور لوگ اسے نہیں مانیں گے چنانچہ لکھا ہے:۔

''جیسے بجلی آسمان کی ایک طرف سے کوند کر دوسری طرف چمکتی ہے ویسے ہی ابن آدم اپنے دن میں ظاہر ہوگا۔ لیکن پہلے ضرور ہے کہ وہ بہت دکھ اٹھائے اور اس زمانہ کے لوگ اسے ردّ کریں اور جیسا نوح کے دنوں میں ہوا تھا۔ اسی طرح ابن آدم کے دنوں میں بھی ہوگا......اور جیسا لوط کے دنوں میں ہوا تھا...... ابن آدم کے ظاہر ہونے کے دن بھی ایسا ہی ہوگا''۔ (لوقا 17/24-30)

اس عبارت میں حضرت مسیح علیہ السلام نے پیشگوئی کر دی ہے کہ جس طرح نوح کے زمانہ میں لوگوں نے نوح کا انکار کیا اور جس طرح لوط کے زمانہ میں لوط کا انکار کیا اسی طرح مسیح کی آمد ثانی کے وقت مسیح کا انکار ہوگا۔ پس لوگوں کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام بانی جماعت احمدیہ کو تکذیب کی نظر سے دیکھنا حضرت مسیح کی پیشگوئی کے مطابق آپ کی سچائی کا نشان ہے۔

اعتراض نمبر 4: مسیح نے تو کہا ہے کہ بہت سے جھوٹے مسیح آئیں گے تم ان پر ایمان نہ لانا تو بانی جماعت احمدیہ ان میں سے ایک ہیں وہ خواہ کتنے نشان دکھائیں انہیں کیسے قبول کر سکتے ہیں؟

جواب: یسوع نے جن جھوٹے مدعیان نبوت و مسیحیت کا ذکر کیا ہے وہ وہی ہیں جو یسوع کو خداوند کہتے ہیں اور اس کے نام سے بدرُوحوں کو نکالنے اور اس کے فیض اور اسی کی برکت سے مسیحیت کے مدعی ہیں۔ چنانچہ لکھا ہے:۔

''جھوٹے نبیوں سے خبردار رہو۔ جو تمہارے پاس بھیڑوں کے بھیس میں آتے ہیں مگر باطن میں پھاڑنے والے بھیڑیئے ہیں۔ ان کے پھلوں سے تم ان کو پہچان لو گے کیا جھاڑیوں سے انگور یا اونٹ کٹاروں سے انجیر توڑتے ہیں؟ اسی طرح ہر ایک اچھا درخت اچھا پھل لاتا ہے اور بُرا درخت بُرا پھل لاتا ہے۔ اچھا درخت بُرا پھل نہیں لا سکتا نہ بُرا درخت اچھا پھل لا سکتا ہے۔ جو درخت اچھا پھل نہیں لاتا وہ کاٹا اور آگ میں ڈالا جاتا ہے پس ان کے پھلوں سے تم ان کو پہچان لو گے جو مجھ سے اے خداوند' اے خداوند کہتے ہیں ان میں سے ہر ایک آسمان کی بادشاہی میں داخل نہ ہوگا مگر وہی جو میرے آسمانی باپ کی مرضی پر چلتا ہے اس دن بہتیرے مجھ سے کہیں گے۔ اے خداوند اے خداوند کیا ہم نے تیرے نام سے نبوت نہیں کی اور تیرے نام سے بدرُوحوں کو نہیں نکالا اور تیرے نام سے بہت سے معجزے نہیں دکھائے''۔ (متی 22 تا 7/15)

اس عبارت میں مسیح علیہ السلام نے جھوٹے اور سچے نبیوں کا فرق بیان کر دیا ہے کہ وہ جھوٹے نبی

الف: بُرے پھلوں والے

ب: یسوع کو خداوند کہنے والے

ج: اور اسی کی برکت سے سب کچھ کرنے والے ہوں گے۔

حضرت بانی جماعت احمدیہ میں یہ تینوں باتیں نہیں پائی جاتیں نہ آپ مسیح کو خدا تسلیم کرتے ہیں نہ آپ مسیح کا نام لیکر بدرُوحوں کو نکالتے ہیں اور نہ ہی مسیح کے نام سے معجزات دکھانے کے دعویدار ہیں اور خدا نے آپ کے دعویٰ کو اچھے پھل لگا کر آپ کی اور آپ کی جماعت کی عظیم الشان نصرت فرما کر ثابت کر دیا ہے کہ آپ سچے نبی ہیں۔ اگر آپ جھوٹے ہوتے تو آپ کو اچھے پھل نہ لگتے آپ کے متبعین بدکردار ہوتے خدا کی تائید اور نصرت سے محرومی آپ کی تقدیر ہوتی اور آپ تھیوداس اور یہودہ گلیلی کی طرح اپنے ماننے والوں سمیت اسی دنیا میں نیست و نابود کر دیئے جاتے۔

اعتراض نمبر 5: مری پڑنا' لڑائیوں کا ہونا' بھونچال آنا یہ نشانیاں تو مسیح کی آمد ثانی سے پہلے ہونی ہیں نہ کہ بعد میں؟

جواب: یہ عقلاً غلط ہے۔ سزا ہمیشہ قانون کی خلاف ورزی کے بعد ہوتی ہے نہ کہ ان سے پہلے۔ دنیا میں عالمگیر عذاب ہمیشہ نبی کی بعثت اور اس کی تکذیب کے بعد ہی آیا کرتے ہیں جیسا کہ قرآن مجید میں بھی ہے وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا (بنی اسرائیل:16) اور یہی بات آپ کی توراۃ میں بھی لکھی ہے۔ چنانچہ استثناء 18/19 میں لکھا ہے:۔

''اور جو کوئی میری ان باتوں کو جن کو وہ میرا نام لیکر کہے گا نہ سنے تو میں ان کا حساب اس سے لوں گا''۔

نیز اعمال 3 2 / 3 میں لکھا ہے:۔

''جوشخص اس نبی کی نہ سنے گا وہ اُمت میں سے نیست ونابود کر دیا جائے گا''۔

لہذا آپ کی انجیل کے کاتب نے اتنی غلطی کی ہے کہ پیچھے واقعہ ہونے والی بات کو پہلے لکھ دیا۔

انجیل میں لکھا ہے کہ مسیح موعود کی آمد اچانک ہوگی اوراس کا اس سے قبل کسی کو علم نہ ہوگا۔ پس مسیح کی آمد سے پہلے ان بیماریوں' زلزلوں اور آفات کا آنا مسیح کی اس پیشگوئی کے مطابق غلط ثابت ہوتا ہے۔ چنانچہ لکھا ہے:۔

''جیسا نوح کے دنوں میں ہوا تھا اسی طرح ابن آدم کے دنوں میں بھی ہوگا کہ لوگ کھاتے پیتے تھے اوران میں بیاہ شادی ہوتی تھی۔اسی دن تک جب نوح کشتی میں داخل ہوا اورطوفان نے آکر سب کو ہلاک کیا اور جیسا لوط کے دنوں میں ہوا تھا کہ لوگ کھاتے پیتے اورخرید وفروخت کرتے اور درخت لگاتے اور گھر بناتے تھے۔لیکن جس دن لوط سدوم سے نکلا آگ اور گندھک نے آسمان سے برس کر سب کو ہلاک کیا ابنِ آدم کے ظاہر ہونیکے دن بھی ایسا ہی ہوگا''۔(لوقا30 تا17/26)

اس عبارت میں مسیح علیہ السلام نے یہ پیشگوئی کر دی ہے کہ جس طرح نوح کے زمانہ میں نوح کی تکذیب کے بعد عذاب آیا اورلوط کے زمانہ میں لوط کی تکذیب کے بعد عذاب آیا اسی طرح مسیح کی آمد ثانی کے زمانہ میں بھی لوگوں کی تکذیب کے بعد عذاب آئیں گے۔تکذیب سے پہلے عذاب آنا خلاف عقل خلاف عدل اور حضرت مسیح علیہ السلام کی پیشگوئیوں کے مخالف ہے۔

وما علینا الاالبلاغ